

tsurdu.blogspot.com

فاطمہ اخروٹ اور گڑ

itsurdu.blogspot.com

Km

MAHMOOD

itsurdu.blogspot.com

رابعہ حسن

tsurdu.blogspot.com

فاطمہ، اخروٹ اور گرٹ

رباعہ حسن، مظفر آباد، آزاد کشمیر

مگے دنوں کی بات ہے کہ کشمیر کے پیراٹوں کے دامن میں موجود گہری وادی میں کالے ٹھکڑیا لے بالوں اور سرخ وسفید رنکت والی ایک چھوٹی سی لڑکی رہا کرتی تھی، جس کا نام فاطمہ تھا۔ وہ وادی کا ایک چھوٹے سے، کچے گھر میں اپنی ماں اور دادی کے ساتھ رہتی تھی۔ وہ ایک اچھی لڑکی تھی جس کی تعریف کرتے لوگ جھٹکتے نہیں تھے۔

چھوٹی ہونے کے باوجود گھر کے کام کاج کرنے میں اپنی ماں اور دادی کا ہاتھ بٹاتی کبھی کبھار مویشی چرانے لے جاتی، جس سے پانی بھراتی اور ہاٹن کے لئے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں چن لاتی۔

”بیٹا!“ وہ ایک دوپہر مویشیوں کو بانک کر چڑا گاؤں سے واپس لارہی تھی کہ ایک کمزوری آواز نے اسے رکنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو سامنے ایک بوڑھی خاتون کو پایا جو کہ اتنی لاغر اور کمزور تھیں کہ دیکھ کر ہی جھری آ رہی تھی۔ وہ ایک موٹی سی لاشی ٹیکے کھڑی تھیں۔ ان کی خیمہ کمران کی عمر رسیدگی کی چھلی کھارہی تھی۔

”جی ماں جی.....“ فاطمہ نے رک کر نہایت ادب اور رسانیت سے جواب دیا۔

”بیٹا تم یہ لکڑیاں میرے گھر تک لے چلو گی؟“ بوڑھی عورت نے پاس پڑے لکڑیوں کے چھوٹے سے ٹکڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اچھا یہ انداز میں استفسار کیا۔

”جی..... جی..... کیوں نہیں.....“ یہ کہہ کر فاطمہ آگے بڑھی اور ٹکڑی اٹھا کر سر پر رکھ لیا۔ ایک تو وہ پیرا لڑکی تھی دوسرا ٹکڑی کچھ خاص وزنی بھی نہیں تھا اس لئے اسے اٹھانے میں کوئی دقت نہ ہوئی۔

وہ ٹکڑی اٹھا کر ایسا مڑی تو مویشی کافی آگے نکل چکے تھے۔ چونکہ بوڑھی خاتون تیز نہیں چل سکتی تھیں، اس لئے اس کا ساتھ دینے کے لئے وہ بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا رہی تھیں۔ مویشی کو کہ کافی آگے نکل چکے تھے مگر اسے ان کی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ راستے سے واقف ہونے کی وجہ سے بھٹکنا، گمراہی یا کچھ بچھڑ جائیں گے۔

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے بوڑھی خاتون سے باتیں بھی کرتی چلی جا رہی تھی۔ انہی باتوں کے دوران اسے بہت سی باتیں پتا چلیں مثلاً یہ کہ وہ گھر میں کیسی رہتی ہیں، ان کا بیٹا عمر دراز پہلے قالینوں کے کاروبار کے سلسلے میں بتا رہا تھا مگر وہیں کمزور تھیں اس کا کوئی اتنا پتا نہیں تھا۔ اپنے کا ذکر کرتے ہوئے ان کی آواز بھگنے لگی۔

فاطمہ کو ان خاتون سے بہت بہرہ دی محسوس ہوئی کیونکہ وہ فطرتاً ایک نرم دل لڑکی تھی۔ اس کا گھر قریب ہی تھا، وہ ان کا گھر ان کے گھر کے کمرے میں چھوڑ کر اپنے گھر پہنچی تو اپنے مویشیوں کو باہر بندھے ہوئے دیکھا۔ وہ اس سے پہلے پہنچ چکے تھے اور ماں نے ہی بتایا انہیں باغداد تھا۔

”تم کہاں رہ گئی تھی فاطمہ؟ وادی نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔ وہ مٹی کے بڑے برتن میں مدھلانی گھا کر دودھ بھری تھیں۔

”وادی! وہ ایک اماں مل گئی تھیں۔“ اس نے سارا معاملہ وادی کے گوش گزار کر دیا۔

”شاباش!“ وادی کے چہرے پر اس کا اچھے کام نے رنگ نکھیر دیئے تھے۔

”وادی! ماں میں سوچ رہی ہوں کہ ان کا بیٹا کیوں نہ آیا ہوگا واپس؟“ اس نے پرسوج انداز میں پوچھا۔

”اللہ جانے..... کیا پتا کسی مشکل کا شکار ہو گیا ہو یا کوئی مجبوری ہو۔“ وادی کے دونوں ہاتھ مدھلانی کے رسوں کو ایسے کھینچ رہے تھے جیسے آرا آگے پیچھے ہو رہا ہو۔

”وادی! بتاؤ کتنا دور ہے؟“ اب اگلا سوال اس کے ذہن میں کلبلانے لگا۔

”بہت.....“ وادی کو خود اندازہ نہیں تھا اس لئے مختصر جواب پراکتفا کیا۔

”کیا اس بڑے پیرا کے پار؟“ اس نے دور ایسا دیرپا لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

”ہاں بیٹا.....“ وادی کو اندازہ تھا کہ بتاؤ اس سے بھی زیادہ دور ہے، مگر کتنا زیادہ دور ہے؟ یہ وہ ٹھیک طرح سے نہیں جانتی تھیں، اس لئے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

تھوڑی دیر بعد وہ تازہ لسی، پینر کا ساٹن اور کچی کی روٹی کھاتے ہوئے بالکل ہی بھول گئی تھی کہ کچھ دیر پہلے تک وہ بوڑھی عورت کے لئے کتنی ٹھگنیں ہو رہی تھی۔

شام کے وقت وہ چشمے سے پانی بھر لے گئی تو راستے میں سے چھوٹا، کچا گھر دیکھ کر پھر بوڑھی عورت کا خیال آ گیا۔ بنانے کیا سوچ کر وہ ان کے گھر کی طرف بڑھ گئی۔

”اماں جی.....“ اس نے باہر کھڑے ہو کر اونچی آواز میں انہیں پکارا۔ کافی دیر تک کوئی جواب موصول نہ ہونے پر وہ پلٹتے ہی والی تھی کہ بوڑھی عورت دو پٹوں والے

دروازے کی چوٹی دلیز پر نمودار ہوئی۔

”کون؟“

”وہ۔۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔ فاطمہ بیڑی آپ کو دن کو ملتی تھی۔“ فاطمہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ اپنا تعارف کیسے کرائے۔

”اوہا چھائی تم۔۔۔۔۔ اصل میں آنکھوں میں موتیا تر آیا، اب تو کسی سے دکھائی بھی نہیں۔“ بوڑھی خاتون شرمندہ سی ہنسیں۔

”وہ۔۔۔۔۔ پانی بھرنے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک لمحے کو رکی، آپ آپ کو بھرنا ہو۔۔۔۔۔“

”گاگر اندر طاق میں رکھی ہے، جہیں خود ہی لانی پڑے گی۔“

ان کے کہتے ہی وہ اندر کی طرف بڑھی جہاں پہنچتا ہی ان کی عجیب سا ماحول بنا رکھا تھا۔ وہ کچھ دیر تک یونہی کھڑی رہی۔ جب اس کی آنکھیں اندھیرے سے عادی ہونے لگیں تو اس نے نظریں گھما کر دیکھا تو اسے طاق میں چھوٹی سی گاگر دکھائی دی۔

وہ چھوٹی سی لڑکی تھی۔ ایک وقت میں دو گاگریں نہیں اٹھا سکتی تھی اس لئے اس نے پہلے بوڑھی عورت کی گاگر بھر کر لا کر دی اور پھر اپنی گاگر بھری۔

وہ بوڑھی عورت کی ڈھیر ساری دعاؤں کو سمیٹ کر گھر آ گئی۔

اگلے دن صبح سویرے قرآن پاک کا سنتی پڑھنے کے بعد وہ حسب معمول لکڑیاں چٹنے لگی تو اس نے معمول سے تھوڑی زیادہ چن لیں۔ جب وہ بوڑھی خاتون کے گھر کے پاس سے گزری تو اس نے انہیں برآمدے میں بیچنے والے سے پوچھ کر پتہ معلوم کیا۔

وہ بیچنی پاتی ہوئی اس کی طرف بڑھیں۔ ابھی وہ اسی نکلتی تھی کہ انہیں مخاطب کرے نہ کرے کہ انہوں نے خود ہی گردن موڑ کر اسے مخاطب کیا۔ آؤ بیٹی۔“

اس وقت سفید چادر میں لپٹے ان کے جھریوں زدہ چہرے پر کچھ ایسا عجب تھا کہ ایک لمحے کو تو وہ لوکلہ کر رہ گئی۔

”مجھے تمہاری خوشبو سے پتا چل گیا کہ تم آئی ہو۔“ وہ مسکرائیں۔

”جی۔۔۔۔۔ جی۔۔۔۔۔ وہ لکڑیاں۔۔۔۔۔“ لفظ کہیں کھو گئے تو اس نے لکڑیاں آگے کر دیں۔ بوڑھی خاتون نے حیرت بھری آنکھوں سے پہلے لکڑیوں کو اور پھر اسے دیکھا۔

”وہ میں لکڑیاں چٹنے لگی تھی تو تھوڑی سی آپ کے لئے بھی لے آئی۔“ اس نے جلدی جلدی ان کی حیرت اور الجھن دور کی۔

”جتنی رو بیٹی ابوڑھی عورت نے مسکرا کر دعا دی۔“ جب وہ پلٹنے لگی تو بوڑھی عورت نے اسے آواز دی۔

”شام کو آؤ گی تو طاق میں تمہارے لئے انعام ہوگا۔“

وہ لکڑیوں کا گھاس پر لے کر خوشی خوشی گھر کی طرف چل پڑی۔ گھر میں، چراگاہ میں، مویشیوں کو چراتے ہوئے، مدھانی کی غڑوں غڑوں میں ہر ایک جگہ، ہر ایک آواز میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی، ”طاق میں انعام۔۔۔۔۔ طاق میں انعام۔۔۔۔۔“ لکھو جیسے رینگ رہا تھا، وقت تھا کہ کاکا نے نہیں کٹ رہا تھا۔

شام کو جب وہ بوڑھی خاتون کو پانی دینے لگی تو دھڑکتے دل سے طاق میں دھری چنگیر میں ہاتھ ڈالا تو اس کے انگلیاں کسی چیز سے مس ہوئیں۔ وہ دیکھتا ہوا اندازہ نہیں لگا سکی کہ وہ کیا ہے؟ وہ انہیں اپنی دونوں ہاتھوں کی مٹھی میں اٹھا کر باہر لے آئی۔

”اوہ۔۔۔۔۔ اخروٹ اور گڑ۔۔۔۔۔“ اس کی آنکھیں خوشی اور تشکر سے چمک اٹھیں۔ بوڑھی خاتون کو اس کی معصوم آنکھوں کی چمک بہت بھلی محسوس ہوئی اس لئے انہوں نے بے اختیار شفقت اور محبت سے اس کے سر پر ہاتھ بھیرا۔

دن بہتوں میں اور بچے مہینوں میں ڈھلے گئے مگر وہ یونہی انہیں لکڑیاں، پانی اور دودھ لا کر دیتی رہی اور بدلے میں ہر شام طاق سے اخروٹ اور گڑ کی چھوٹی سی ڈلی اٹھاتی رہی۔ گرمیوں کا موسم خزاں میں ڈھلا اور خزاں کا سردیوں میں۔ درختوں نے ہر اپنا ہاتھ اتار کر برف کا سفید چنڈ پہن لیا۔

چراگاہ برف سے ڈھک چکی تھی، اس لئے وہ اب مویشی چرانے یا لکڑیاں چٹنے تو نہیں جاسکتی تھی ہاں البتہ بوڑھی خاتون سے ملنے وہاں جاتی رہی۔

شدید جاڑے میں ایک دن خوب برف پڑی۔ ٹھنڈے لگنے کی وجہ سے وہ بیمار پڑ گئی۔ بخار سے اس کا اتنا برا حال تھا کہ اسے کسی چیز کا ہوش نہیں رہا۔۔۔۔۔ اور جب وہ تندرست ہوئی تو اس نے سب سے پہلے بوڑھی عورت کے گھر کا رخ کیا۔

وہاں عجیب سی ویرانی پھیلی ہوئی تھی۔ اسے عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی۔ برآمدہ بالکل سنسان تھا۔ کمرے کا دروازہ میڑا ہوا تھا مگر زنجیر لگی ہوئی تھی۔ اس نے حیرت سے اس سیاہ قدیم دروازے کو دیکھا جسے اس نے ہمیشہ کھلا ہی پایا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ کمرہ خالی تھا۔

”اماں کہاں گئیں؟“ اس کے ذہن میں سوال کھلایا۔

”کہیں وہ۔۔۔۔۔ کہیں وہاں پڑے بیٹے کے ساتھ تو نہیں چلی گئیں۔“ اس سوال کا ایک ممکنہ جواب یہ بھی ہو سکتا تھا۔ وہ کسی سے معلومات لینا چاہتی تھی، اس لئے اگلے قدموں باہر پلٹ گئی۔ ساتھ والی گلیڈے سے کوئی جا رہا تھا۔

”سنئے..... یہ اماں جو یہاں رہتی تھیں کہاں گئیں؟“ اس نے بغیر کسی گلی لپٹی کے پوچھ لیا۔

”وہ.....“ راہ گیر نے رک کر اسے سر سے پاؤں تک کھورا۔ ”وہ تو پانچ دن ہوئے گزر گئیں۔“

”کیا !!!!!!!!!!!!!!!“ وہ حیرت اور بے قسمی سے چیخ اٹھی۔

”کیسے؟“

”برف میں کہیں گئی تھیں، ٹھنڈ لگی اور پتہ نہ ہو گئیں۔“ راہ گیر اس پر ہلکا کر اپنی راہ ہولیا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ ہر بان خاتون مر گئیں یا مری بھی سکتی ہیں !!!!!!!!!!! وہ خاموشی سے ٹرانس کی کیفیت میں چلتی ہوئی کمرے میں طاق تک آئی اور یقین کے ساتھ اپنا ہاتھ

طاق کی طرف بڑھا دیا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں، کیونکہ وہاں اثر وٹ اور گڑکی ڈلی موجود تھی۔

﴿حمت بالآخر﴾

itsurdu.blogspot.com